سوال

(28)حدیث صحیح سقیم کی عام معرفت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک جماعت اسلامی سے وابستہ عالم دین لکھتے ہیں :

کتاب ''سنت رسول ،، مصنفہ شیخ مصطفی السباعی مترجمہ غلام علی کا ایک مقام ، باربار ذہن میں کھٹک رہا ہے ۔ بعض قریبی علماء سے دریافت کیا گیا مگر تسکین نہ ہوئی ۔

موصوف '' متفرق علوم حدیث ،، حدیث کے زیر عنوان تحریر فرمانے ہیں : '' سنت کو علم روایت محافظت اوراس کے اصول وماخذ کے متعلق علوم کی متعدد اقسام ہیں ۔ حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب '' معرفۃ علوم الحدیث ،، ایسے باون 52 گنائے ہیں ،، ۔

ان میں سے چند کا ذکر شیخ موصوف نے اپنی اس کتاب ''سنت رسول ،، میں کیا ہے ۔ جس میں نمبر 5 '' حدیث صحیح سقیم کی عام معرفت ،، ہے ، اس عنوان کی تشریع کرتے ہوئے حضرت ابن عمر کی روایت ''صلوۃ اللیل وانہار مثنی مثنی ،، (مرعاۃ المفاتیح 4 256 257)امثال میں پش کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :

'' حاکم نے اس حدیث کے لیے ضروری ہے اوراس کے علم کی تحصیل کے لیے اسناد کے بل پرنہیں پہچانی جاتی ۔ بلکہ حدیث کا فہم ، حفظ اورکثرت سماع بھی اس کے لیے ضروری ہے اوراس قسم کے علم کی تحصیل کے لیے سب سے زیادہ مفید چیز اہل علم وفہم سے مذاکرہ ہے ۔

عرض یہ ہے کہ وہ احادیث جو صحیحین کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہیں ۔ خواہ وہ صحیح الاسناد ہوں ان کی جانچ اورپرکھ بہت ضروری ہے ۔ حاکم کوقول بالخصوص خط کشیدہ عبارۃ مسلک اہل حدیث کے خلاف تونہیں ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(1) کتاب ''سنت رسول ،، سے آپ نے امام حاکم کا جوقول نقل کیا ہے وہ مسلک اہل حدیث کے خلاف نہیں ہے ۔ اس لیے اس کا حاصل مطلب صرف اس قدر ہے کہ کسی حدیث کے راویوں کے ثقہ ہونے سے اس کا صحیح ہونا لازم نہیں ہوتا ۔ تاوقتیکہ علل خفیہ قادحہ فی الصحۃ اورشذوز وغیرہ لگادیتا ہے ، لیکن ایک ماہر فن جوکثیر الحفظ والسماع والمعرفۃ والاطلاع اوردقیق الفہم ہوتا ہے ، اس حدیث کی سند یا متن میں کسی پوشیدہ علت پراطلاع پانے کی وجہ سے اس کے معلول ہونے کا حکم لگاتا ہے ۔ اورحدیث غیر صحیح قرارپاتی ہے ۔

حافظ زیلعی حنفی لکھتے ہیں :

''صحۃ الإسناد یتوقف علی ثقۃ الرجال ، ولو فرض ثقۃ الرجال ، لم یلزم منہ صحۃ الحدیث ، حتی ینتفی منہ الشذوذ والعلۃ ،، (نصب الرایۃ 1/347).

اور حافظ عراقی فرماتے ہیں : ''قد یصح الاسناد لثقۃ رجالہ ، ولا یصح الحدیث الشذوذ أو علۃ ،، (فتح المغیث ..)

اور حافظ ابن حجر لکھتے ہیں : ''لا یلزم من کون رجال الحدیث ثقات أن یکون صحیحا ،، (تلخیص ص : 239).

اور حضرۃ الشیخ مولانا مبارک پوری فرماتے ہیں :

''أما قول الہیثمی رجالہ ثقات ، فلا یدل علی صحۃ الحدیث ، لاحتمال أن یکون فیہ مختلط ، ورواہ عنہ صاحبہ بعد اختلاطہ ، أو یکون فیہم من لم یدرک من رواہ عنہ ، أو یکون فیہ علۃ أو شذوذ ،، (تحفۃ 190/1).

امام حاکم کی پیش کردہ مثال حدیث ابن عمر ''صلاۃ اللیل والنہار مثنی مثنی ،، کو دیکھئے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس لحاظ سے یہ پوری مرفوع حدیث بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے ، لیکن اکثر ائمہ نے جن میں امام حاکم بھی ہیں اسکو معلول بتایا ہے اور کہا ہے کہ اس میں ''النہار ،، کی زیادتی صحیح نہیں ۔ اگرچہ اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں ۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں : ''بِأَنَّ أَكْثَرَ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ أَعَلُّوا هٰذِهِ الزِّيَادَةَ وَهِيَ قَوْلُهُ وَالنَّهَارِ بِأَنَّ الْحفاظ من أَصْحَاب بن عُمَرَ لَمْ يَذْكُرُوهَا عَنْهُ وَحَكَمَ النَّسَائِيُّ عَلَى رَاوِيهَا بِأَنَّهُ أَخْطَأَ فِيهَا وَقَالَ يَحْيَى بْنُ معين من عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ (الراوي عن ابن عمر) حَتَّى أَقْبَلَ مِنْهُ ،، (فتح الباري 2/479).

اور بھی لکھتے ہیں : ''رَوَى بن وهب بِإِسْنَاد قوي عَن بن عُمَرَ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى مَوْقُوف أخرجه بن عَبْدِ الْبَرِّ مِنْ طَرِيقِهِ فَلَعَلَّ الْأَزْدِيَّ اخْتَلَطَ عَلَيْهِ الْمَوْقُوفُ بِالْمَرْفُوعِ فَلَا تَكُونُ هٰذِهِ الزِّيَادَةُ صَحِيحَةً عَلَى طَرِيقَةِ مَنْ يَشْتَرِطُ فِي الصَّحِيحِ أَن لَا يكون شاذا ،، انتہی (2/479).

غیر صحیحین کی وہ احادیث جن اسانید ، ثقاہت رجال کی وجہ سے بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہوں ۔ لیکن کسی امام فن سے ان کی تصحیح یا تحسین منقول و منصوص نہ ہو ، ایک صاحب اہلیت محدث کے لیے ضروری ہے ان کو جانچ اور پرکھ کر اور یہ تحقیق کرے کہ انھیں کوئی علت تو نہیں ہے ؟ جب ہر طرح اطمینان ہو جائے تو ان کے صحیح یا حسن ہونے کا حکم لگائے ۔

امام حاکم کے قول کا ہم نے جو یہ مطلب بیان کیا ہے ۔ اس کی تائید خود ان کی اصل عربی عبارت سے ، و نیز دوسری کتب اصول حدیث سے ہوتی ہے ۔ لیکن قبل اس کے کہ یہ عبارت پیش کی جائیں یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امام حاکم نے ''معرفۃ الصحیح والسقیم ،، کی نوع کو ''معرفۃ علل الحدیث ،، سے الگ علیحدہ نوع قرار دیا ہے ۔ چنانچہ ''ذکر النوع السابع والعشرین ،، کے ماتحت لکھتے ہیں :

''ہذا النوع منہ معرفۃ علل الحدیث ، وہو علم برأسہ ، غیر الصحیح والسقیم والجرح والتعدیل ،، (علوم الحدیث ص : 112).

لیکن ہمارے خیال میں یہ تفریق صحیح نہیں معلوم ہوتی ہے ۔ خود ان کی آگے کا یہ عبارت : ''وعلۃ الحدیث یکثر فی أحادیث الثقات ، أن یحدثوا بحدیث لہ علۃ ، فیخفی علیہم علمہ ، فیصیر الحدیث معلولاً ، والحجۃ فیہ عندنا الحفظ والفہم والمعرفۃ لا غیر ،، علوم الحدیث :).

اس امر پر صاف طور پر دلالت کرتی ہے کہ دونوں نوع میں (معرفت صحیح و سقیم اور معرفت علل حدیث) باعتبار مآل و مقصد کے ایک ہیں ۔ حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں : ''معرفۃ علل الحدیث من أجل علوم الحدیث وأدقہا وأشرفہا ، وإنما یطلع بذلک أہل الحفظ والخبرۃ والفہم الثاقب ، وہی عبارۃ عن أسباب خفیۃ غامضۃ قادحۃ فیہ ، فالحدیث المعلل : ہو الحدیث الذي اطلع فیہ علی علۃ تقدح فی صحتہ ، مع أن الظاہر السلامۃ منہا ، ویتطرق ذلک الی الإسناد الذي رجالہ ثقات ' الجامع شروط الصحۃ من حیث الظاہر ،، (مقدمۃ ابن الصلاح مع شرحہ التقیید والایضاح ص : 115).

یہ عبارت واضح دلیل ہے اس امر پر کہ ''معرفت علل حدیث ،، ''معرفت صحیح و سقیم ،، سے الگ نہیں ہے ۔ بہر حال امام حاکے قول مسؤل عنہ کی تشریع میں ہم نے جو کچھ لکھا ہے

وہی اہل حدیث کا بھی مسلک ہے ۔ اب امام حاکم کی اصل عربی عبارت پڑھیے جس کا ترجمہ آپ نے ''سنت رسول ،، سے نقل کرکے استفسار کیا ہے ۔ امام حاکم ''ذکر النوع التاسع عشر من علوم الحدیث ،، کے زیر عنوان لکھتے ہیں : ''وہو معرفۃ الصحیح والسقیم ، وہذا النوع من ہذہ العلوم ، غیر الجرح والتعدیل الذي قدمنا ذکرہ ، فرب اسناد یسلم من المجروحین ، غیر مخرج فی الصحیح ،، پھر اس کی مثال میں اپنی سند سے حدیث ابن عمر مرفوعاً ''صلاۃ للیل والنہار مثنی مثنی ،، روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں : ''ہذا حدیث لیس فی اسنادہ إلا ثقۃ ثبت ، وذکر النہار فیہ وہم ، والکلام علیہ یطول ،، .

پھر اس نوع کی دو مزید مثالیں ذکر فرماتے ہیں :

''ان الصحیح لا یعرف بروایتہ (اي بروایۃ الثقۃ) فقط ، وإنما یعرف بالفہم والحفظ وکثرۃ السماع ، ولیس لہذا النوع من العلم عون ، أکثر من مذاکرۃ أہل الفہم والمعرفۃ ، لیظہر ما یخفی من علۃ الحدیث ، فإذا وجد مثل ہذا الأحادیث بالأسانید الصحیحۃ ، غیر مخرجۃ فی کتابی الإمامین البخاري ومسلم ، لزم صاحب الحدیث التفسیر (البحث والتفتیش) عن علتہ ، ومذاکرۃ اہل المعرفۃ لتظہر علتہ ،، . (معرفۃ علوم الحدیث ص58 59 60)

پوری عبارت غور سے پڑھ جائیے اس کلام کا اس کے سوا اور کیا مطلب ہوسکتا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے ۔ اور کیا یہ نوع معرفۃ علل حدیث سے الگ کوئی دوسری مستقل نوع ہوسکتی ہے ؟

- حافظ سیوطی تدریب الراوی ص :63 میں ''صحیح ،، کی مشہور اصطلاحی تعریف : ''ما اتصل إسنادہ بالعدول الضابطین من غیر شذوذ ولا علۃ ،، کی قیود کے فوائد اور اس تعریف پر وارد کردہ منافشات اور بعض دیگر متعلقہ امور ذکر کرنے کے بعد ''فائدہ ،، کے تحت لکھتے ہیں : بَقِيَ لِلصَّحِیحِ شُرُوطٌ (متداول نسخوں میں ''بقی للصحیح شروط ،، ہے (فواز) مُخْتَلَفٌ فِیہَا : مِنْہَا مَا ذَکَرَہُ الْحَاکِمُ مِنْ عُلُومِ الْحَدِیثِ : أَنْ یَکُونَ رَاوِیہِ مَشْہُورًا بِالطَّلَبِ ، وَلَیْسَ مُرَادُہُ الشُّہْرَۃَ الْمُخْرِجَۃَ عَنِ الْجَہَالَۃِ ، بَلْ قَدْرٌ زَائِدٌ عَلَی ذَلِکَ قَالَ عَبْدُ الرحمن بْنُ عَوْنٍ : لَا یُؤْخَذُ الْعِلْمُ إِلَّا عَلَی مَنْ شُہِدَ لَہُ بِالطَّلَبِ قال شیخ الإسلام (الحافظ ابن حجر) : ویمکن أن یقال اشتراط الضبط یغني عن ذلک ، اذا المقصود الشہرۃ بالطلب ، أن یکون لہ مزید اعتناء بالروایۃ لترکن النفس الی کونہ ضبط ما روي ، منہا ما ذکرہ السمعاني فی القواطع : أن الصحیح لا یعرف بروایۃ الثقات فقط ، وإنما یعرف بالفہم والمعرفۃ وکثرۃ السماع والمذاکرۃ قال شیخ الإسلام : وہذا یؤخذ من اشتراط انتفاء . کونہ معلولاً ، لأن الإطلاع علی ذلک ، إنما یحصل بما ذکر من الفہم والمذاکرۃ وغیرہما ، منہا : أن بعضہم اشترط علمہ بمعانی الحدیث ، حیث یروي بالمعنی ، وہو شرط لا بد منہ ، لکنہ داخل فی الضبط ، ومنہا اشتراط البخاري أحد إلی أنہ شرط الصحیح بل للأصحیۃ (قلت : بل ہو شرط التزمہ البخاري لما أوردہ وقیل : إن ذلک لم یذہب أحد إلی أنہ شرط الصحیح بل للأصحیۃ (بل ہو شرط التزمہ البخاري لما أوردہ فی جامعہ الصحیح ، لا للصحیح مطلقاً ، کما ذہب الیہ الحافظ ابن کثیر فی اختصار علوم الحدیث) ومنہا : أن بعضہم اشتراط العدد فی الروایۃ کالشہادۃ ،، إلی آخر ما بسط الکلام فی ہذہ الأخیر تدریب الراوي 71/69/70/1).

اور علامہ جزائری ''صحیح ،، کی تعریف اور دیگر متعلقہ امور پر کلام وبحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں : ''وقد بقي للصحیح شروط قد اختلف فیہا ، فمنہا ما ذکرہ الحاکم فی علوم الحدیث من کون الراوي مشہورا بالطلب .... ومنہا ثبوت التلاقی بین کل راوو من روي عنہ ، وعدم الاکتفاء بالمعاصرۃ وامکان التلاقی بینہما .... ، ومنہا ما ذکرہا لسمعانی فی القوطع : وہو أن الصحیح لا یعرف بالثقاۃ فقط ، وإنما یعرف بالفہم والمعرفۃ وکثرۃ السماع والمذاکرۃ ، قال بعضہم (یعنی الحافظ ابن حجر) : أن ہذا داخل فی اشتراط کونہ غیر معلول ، لأن الإطلاع علی ذالک ، إنما یحصل بما ذکر من الفہم والمعرفۃ وغیرہما ،، . (توجیہ النظر للجزائری ص73 74)

دونوں کتابوں کی خط کشیدہ عبارات کو غور سے پڑھئے ۔ حاکم کی عبارت میں اور سمعانی کی عبارت میں کوئی فرق نہیں ہے ۔ دونوں کا ماحصل اس کے سوا اور کیا ہے کہ صرف سند کے صحیح ہونے یعنی راویوں کے ثقہ ہونے سے حدیث صحت پہچانی جاتی ہے کثرۃ سماع ، وسعت معرفۃ واطلاع ، ماہرین فن سے مذاکرہ اور کثرۃ حفظ طرق کی مدد سے جب تک اس حدیث کی سند یا متن سے شذوذ وغلت وغیرہ کے انتفاء کا ظن غالب نہ ہوجائے اس حدیث کی صحت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ۔ لیکن جیسا کہ حافظ ابن حجر کے کلام میں گزرچکا ہے ''صحیح ،، کی تعریف ہے ''انتفاء علت وشذوذ ،، کی قیود وشرط کے بعد اس نئی مزید شرط یا معیار کے اضافہ کی قطعاً گنجائش نہیں ہے ۔

شاید حاکم کے کلام میں ''فہم ،، کے لفظ سے آپ کا ذہن اس طرف گیا ہے کہ اس سے حدیث میں درایت سے کام لینے کو قائل نہیں ہیں ۔ اس لیے حاکم کا یہ قول مسلک اہل حدیث

کے خلاف ہے۔

اس کے متعلق نہایت اختصار کے ساتھ اس قدر عرض ہے کہ اس سے مراد اولاً : یہاں ''فہم،، سے درایت مصطلحہ مراد لینے میں کلام ہے۔

ثانیا: یہ زعم وخیال کہ اہل حدیث تنقید حدیث میں صرف سند پراعتماد کرلیتے ہیں اور مضمون حدیث کو نہیں دیکھتے اور تحقیق حدیث میں درایت سے کام لینے کے قائل نہیں ہیں۔ یکسر غلط اور الزام محض ہے۔ اس طرح یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ ائمہ متقدین محدثین نے نقد احادیث میں عقل وفہم اور اصول درایت سے کام نہیں لیا ہے اور اس معاملہ میں فقط سند پراعتماد کیا ہے۔ واقعہ کیا ہے۔ واقعہ اور حقیقت یہ ہے کہ عقل وفہم اور تفقہ ودرایت کا جو مقام ومرتبہ ہے، محدثین نے نقد حدیث میں اس کا پورا پورا لحاظ رکھا ہے اور موجودہ علماء حدیث بھی اس کی پوری رعایت کرتے ہیں۔

قرآن کریم نے جب تمام دینی امور میں عقل وفہم اور تدبر وتفکر سے کام لینے کی ہدایت کی ہے، تو یہ دینی مسئلہ کیوں کر اس سے مستثنی ہوسکتا ہے، یہی وجہ ہے حضرت عمر، حضرت حفصہ، حضرت عائشہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابوایوب، حضرت ابن مسعود ، ودیگر فقہاء صحابہ وتابعین نے اس بارے میں برابر درایت سے کام لیا۔ پھر فقہاء محدثین اپنے اپنے زمانوں میں اس کی پوری پوری رعایت کی، بلکہ بعض ائمہ حدیث نے اس کے اصول بھی منضبط فرمائے۔ گو ان میں سے بعض اصل مخدوش ہیں ملاحظہ ہو: فتح المغيث للسخاوي، الموافقات للشاطبی، تدریب الراوي للسيوطی (275/476/1)، توجیہ النظر للجزائري ص: 82)، الموضوعات للملاعلی القاري الهروي ص: 92 تا آخر کتاب۔

طاش کبری زادہ نے مفتاح السعادۃ 2 2 میں ''علم درایۃ الحدیث،، کی یہ تعریف لکھی ہے: ''ہو علم یبحث فیہ المعنی المفهوم من الفاظ الحدیث، وعن المعنی المراد منہا، مبتیاً علی قواعد العربیۃ وضوابط الشریعۃ، ومطابقاً الأحوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم،،. ظاہر ہے اس درایت سے کون انکار کرسکتا ہے۔ تحقیق حدیث میں سب سے پہلے اصول حدیث کی روشنی میں سند حدیث پراعتماد کرنا ضروری ہے، سند کی طرف سے اطمینان نہ ہو، تو مضمون حدیث کو دیکھ کر اس کے ذریعہ بھی حدیث کا درجہ معلوم کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس کے لیے کچھ شرائط ہیں، جن کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو: قواعد التحدیث ص: 146 تا ص 155

یہ جان لینا ضروری ہے کہ ہم احادیث نبویہ وآثار صحابہ کی تحقیق وتنقید میں ان اصول درایت سے کام لینے کو قائل نہیں ہے، جن کو ابن خلدون نے تاریخی واقعات کی تحقیق کے لیے مرتب کیا ہے، اور ان سے کام لینے کو ضروری بتایا ہے، لکھتے ہیں:

''لأن الأخبار إذا فيها علی مجرد النقل، ولم نحکم أصور العادۃ وقواعد السیاسۃ وطبیعۃ العمران والأحوال فی الإجتماع الأنسانی، ولا قیس الغائب منہا بالشاہد والحاضر بالذاہب فربما لم یؤمن فیہا من العثور ومزلۃ القدم، والحید عن جادۃ الصدق،، (مقدمہ ابن خلدون ص: 6 نیز ملاحظہ ہو ص: 16)

اور نہ ہی ہم اس درایت کے قائل ہیں جس کو صاحب سیرۃ النعمان نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''درایت سے یہ مطلب ہے کہ جب کوئی واقعہ بیان کیا جائے تو اس پر غور کیا جائے کہ وہ طبیعت انسانی کے اقتضاء، زمانہ کی خصوصیتوں، منسوب الیہ کے حالات اور دیگر قرائن عقلی کے ساتھ نسبت رکھتا ہے،،

ظاہر ہے خط کشیدہ عبارت والی درایت بالکل نیچریانہ درایت ہے، جس سے کسی اہل حدیث کو اتفاق نہیں ہوسکتا، ہم اس درایت کو بھی قابل اعتناء نہیں سمجھتے جس کی روشنی میں متکلمین سید ہی اور آسان صحیح احادیث کی بھی عجیب وغریب تاویل کرڈالتے تھے اور اگر کوئی تاویل نہیں کرسکتے تھے تو اپنی عقول کے خلاف ہونے کی وجہ سے انہیں رد کردیتے، بلکہ بعض بے باک قسم کے ان کا مذاق بھی اڑاتے، ہمارے نزدیک یہ ان کے عقول وافہام کے وفساد کا نتیجہ اور غیر اسلامی علوم ومعارف سے تاثر کا ثمرہ تھا۔

ہم ان تنورین کی دریت کو بھی ناقابل التفات سمجھتے ہیں جو اس فن سے بالکل کورے ہیں۔ اور مستشرقین کی آراء وتحقیقات سے مرعوب ہوکر ان پر ایمان لاچکے ہیں، اور ان کے اعتراضات وہفوات کے جواب سے قاصر ہوکر قرآنی آیات میں معنوی تحریف اور احادیث کی غلط تاویل کرتے ہیں یا ان کو رد کردیتے ہیں جیسے سر سید احمد اور ان کے ہم خیال نیچر

پرست۔

مولانا مودودی نے ''مسلک اعتدال،، وغیرہ میں حدیث کی ظنیت اور فقہاء کی درایت میں مہارت اور ائمہ حدیث کے درایت وتفقہ سے بے تعلق رہنے کا دعوی کیا ہے اور اس کی تشریح میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بھی مسلک اہل حدیث کے خلاف ہے۔ انہوں نے متاخرین حنفیہ کی باتوں کو ایک نئے انداز اور اسلوب میں پیش کر دیا ہے اور بس۔

(محمولہ عبارت درج ذیل ہے :

''وقد کدنا أن نخرج عن الکتاب، بالإطناب فی ہذہ المغالط فقد زلت أقدام کثیر من الأثبات والمؤرخین الحفاظ، فی مثل ہذہ الاحادیث ولآراء وعلقت بأفکارہم، ونقلھا عنھم الکافۃ من فعفۃ النظر والغفلۃ عن القیاس، وتلقوہا ہم أیضا، کذلک من غیر بحث ولا روّیۃ، واندرجت فی محفوظاتھم، حتی صار فن التاریخ واہما مختلطا وناظرہ مرتبکا، وعد من مناحی العامۃ، فإذا یحتاج صاحب ہذا الفن، الی العلم بقواعد السیاسۃ وطبائع الموجودات، واختلاف الأمم والبقاع والاعصار م فی السیر، والاخلاق والعوائد والنحل والمذاہب وسائر الأحوال، والإحاطۃ بالحاضر من ذلک، ومماثلۃ ماینہ ومابین الغائب من الوفاق، أو بون ماینھما من الخلاف، وتعلیل المتفق منہا والمختلف، والقیام علی أصول الدول والملل، ومبادي ظھورہا اسباب حدوثہا ودواعی کونہا، وأحوال القائمین بہا وأخبارہم، حتی یکون مستوعبا لأسباب کل حادث، وافقا علی أصول کل خبر، وحینئذ یعرض خبر المنقول علی ما عندہ من القواعد والأصول، فإن وافقہا وجري علی مقتضاہا، کان صحیحا، وألا زیفہ واستغنی عنہ

وما ستکبر القدماء علم التاریخ إلا لذلک، حتی انتحلہ الطبري والبخاري، وابن اسحاق من قبلہما وامثالہم من علماء الامۃ، وقد ذہل الکثیر عن ہذا السرفیۃ، حتی صار انتحالہ مجہلۃ، واستخف العوام ومن لا رسوخ لہ فی المعارف مطالعتہ وحملہ، والخوض فیہ التطفل علیہ، فاختلط المرعی بالہمل واللباب بالقشر والصادق بالکاذب وإلی اللہ عاقبۃ الامور ،،)

الحمد للہ کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی نے اس مضمون کی لاجواب تنقید کر کے اس کا تار و پود بکھیر دیا ہے۔ ''مسلک اعتدال،، کے ساتھ مولانا محمد اسماعیل صاحب کا جوابی مقالہ ضرور دیکھنا چاہئیے کہ ''مسلک اعتدال،، کے مضر اور غیر معتدل اثرات سے محفوظ رہا جاسکے۔

آخر میں ہم علامہ جزائری کا وہ کلام ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ جس میں انہوں نے درایت سے کام لینے کے مسئلہ میں تین مسلک ذکر کئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں :

''اعلم أن ہذہ المسئلۃ من أہم مسائل ہذہ الفن الجلیل السأن، والناظرون فی ہذا الموضع قد انقسموا الی ثلاث فرق

الفرقۃ الأول : فرقۃ جعلت جل ہمہا النظر فی الإسناد، فإذا وجدتہ متصلاً، لیس فی اتصالہ شبہۃ، ووجدت رجالہ ممن یوثق بہم، حکمت بصحۃ الحدیث قبل امعان النظر فیہ، حتی إن بعضہم یحکم بصحتہ ولو خالف حدیثا آخر، رواتہ أرجح، ویقول کل ذلک صحیح، وربما قال : ہذا صحیح، وہذا أصح، وکثیراً ما یکون الجمع ینہما غیر ممکن، وإذا توقف متوقف فی ذلک نسبہ إلی مخالفۃ السنن، وربما سعی فی ایقاعہ فی محنۃ من المحن، مع أن جہابذۃ ہذا الفن، قد حکموا بأن حجۃ الإسناد لا تقتضی صحۃ المتن، ولذلک قالوا، لا یسوغ لمن رأي حدیثا لہ إسناد صحیح، أن یحکم بصحتہ، إلا أن یکون من أہل ہذا لشأن، لأحتمال أن تکون لہ علۃ قادحۃ قد خفیت علیہ،،.

''الفرقۃ الثانیۃ : فرقۃ جعلت ہمہا النظر فی نفس الحدیث، فإن رامتہا أمرہ حکمت بصحتہ، واسندتہ إلی النبی علیہ الصلاۃ والسلام، وإن کان فی إسنادہ مقال، مع أن فی کثیر من الأحادیث الضعیفۃ بل الموضوعۃ ماہو صحیح المعنی فصیح المبنی، غیر أنہ لم تصح نسبتہ إلی النبی علیہ الصلاۃ والسلام، وقال بعض الوضاعین : لا بأس إذا کان الکلام حسنا أن تضع لہ إسنادہ، وحکی القرطبی عن بعض أہل الرأي أنہ قال : ما وافق القیاس الجلی، یجوز أن یعزي إلی النبی علیہ الصلاۃ والسلام، وان راعہم أمرہ لمخالفتہ لشئ مما یقولون بہ، وإن کان مبنیا علی مجرد الظن، بادروا الرد الحدیث والحکم بوضعہ وعدم صحۃ رفعہ، وإن کان إسنادہ خالیا عن کل علۃ، وإن ساعدہم الحال علی تأویلہ علی وجہ لا یخالف أہوائہم، بادروا الی ذالک، وہذہ الفرقۃ : ہم المعتزلۃ والمتکلمون الذین حذوا حذوہم، وقد نحا أناس من غیرہم نحوہم، وقد طعنت الفرقۃ الاولی فی ہذہ الفرقۃ طعنا شدیداً أو قابلتہم، وہذہ الفرقۃ یمثل ذلک أو أشد.

ونسبوا رواۃ ما أنکروہ من الأحادیث إلی الإختلاف الوضع، مع الجہل بمقاصد الشرع، وقد ذکر ابن قتیبۃ شیئا من ذلک فی مقدمۃ کتابہ، الذي وضعہ فی تأویل مختلف الحدیث، والجاہلون اکتفوا

بأن نسبوا الى الرواة الوہم والغلط والنسيان ، وہو مما یخلوا عنه انسان ، وقالوا : إن المحدثين أنفسهم قد ردوا كثيرا من أحاديث الثقاة بناء على ذلك ،، .

قال الجزائري : '' ولا يدخل فى ہذه الفرقة أناس ردوا بعض الأحاديث الصحيحة الإسناد ، لشبهة قوية عرضت لهم ، أوجبت شكهم فى صحتها ، إن كانت مما لا يدخل فيه النسخ أو فى بقاء حكمها ، إن كانت مما يدخل فيه ، فقد وقع التوقف فى الأخذ بأحاديث صحيحة الإسناد ، فقد وقع ذلك لأناس من العلماء الأعلام المعروفين بنشر السنن ، بل وقع لأناس من كبار الصحابة ،، . ثم ذكر الجزائري مثالا لذلك ، من أحب الوقوف عليه ، رجع الى توجيه النظر ص : 76.

'' الفرقة الثالثة : فرقة جعلت جلّ ہمها البحث عما صح من الحديث لتأخذ به ، فأعطت المسألة حقها من النظر ، فبحثت فى الإسناد والمتن معاً ، بحث موثر للحق ، فلم تنسب إلى الرواة الوہم والخطاء نحو ذلك ، لمجرد كون المتن يدل على خلاف رأي لها ، مبنى على مجرد الظن ، ولم تعتقد فيهم أنهم معصومون عن الخطأ والنسيان ، وہذه الفرقة ثبت عندها صحة كثير من الأحاديث ، التى ردتها الفرقة الثانية ، وہى المفرطة فيه ، وہذه الفرقة ہى أوسط الفرق وأمثلها وأقربها للإمتثال ، وہى أقل الفرق عدداً ، و مقتفى أثرہا من أريد به الرشد ،، .

توجيه النظر الى أصول الأثر لطاہر بن صالح الجزائري ص : 174 الى 182 الطبعة الاولى 1328ھ/1910ء م

کثرت مشاغل کے باعث '' نتائج التقلید ،، بالاستعیاب نہیں پڑھ سکا ۔ تاہم اس کے اکثر مقامات نظر سے گزر گئے ہیں ۔ ماشاء اللہ کتاب نہایت محنت سے لکھی گئی ہے اور موضوع اور مقصد کے لحاظ سے بالکل اچھوتی اور بے نظیر ، اور اس لائق ہے کہ ہمارے وہ حضرات جو دیوبندی صاحبان سے کسی قسم کا حسن ظن رکھتے ہیں ا ور ان پر اعتماد کرتے ہیں ، خصوصیت کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں ۔

دیوبندی مسلک سے وابستہ سب ہی حضرات اہل سنت اور اہل حدیث سے انقباض اور بغض و نفرت رکھنے میں مشترک ہیں مولانا تھانوی صاحب کا خواب اور اس کی تعبیر ، اور کتب احادیث کے تحشیہ وطباعت میں دیوبندی علماء کا کتر بیونت اور مخالف مذہب احادیث کا آپریشن کرنا ں مسلک اہل حدیث سے دشمنی رکھنے کا ہی نتیجہ ہے ۔ اسی طرح اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت وانقباض اور اہل حدیث طلبہ کو اپنے مدارسس میں برداشت نہ کرنا ، اہل حدیث سے بعض رکھنے کا ہی کرشمہ ہے ۔

جن دیوبندی صاحبان نے اپنی تحریروں میں علماء اہل حدیث کے شان میں گستاخانہ کلمات لکھے ہیں اور ان کا استخفاف کیا ہے ۔ یہ ان کی وقاحت وسوقیت کی کھلی دلیل ہے ، ان کے مدرسین کا تقریبا یہ معمول ہوگیا ہے کہ درس کے وقت کا کچھ حصہ علماء اہل حدیث کی تحقیر اور تجہیل وتسفیہ میں اور اپنے طلبہ کو ان کی طرف سے بدظن ومتنفر کرنے کے لیے بیہودہ ، من گھڑت قصوں اور اپنے مولویوں کی علمیت وکراہت کی جھوٹی بے سروپا داستانوں کے بیان میں ضرور صرف کرتے ہیں ، اور موقع بے موقع ائمہ محدثین اور کبت حدیث بالخصوص صحیح بخاری کے استخفاف اور امام بخاری پر رکیک حملے اور طعن وتشنیع کرنے سے نہیں چوکتے ، اور مقابلہ میں حنفی علماء وفقہاء کی جلالت اور فقہ وکتب فقہ کی عظمت مزہ لے لے بیان کرتے ہیں ۔

ابن ہمام نے '' تحریر ،، اور '' فتح القدیر ،، میں صحیحین کے مرتبہ کے متعلق اور زاہد کوثری مصری اپنی تصنیفات وحواشی میں محدثین اور ائمہ جرح وتعدیل کے خلاف جو کچھ لکھا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ۔

مولانا مودودی صاحب نے '' مسلک اعتدال ،، وغیرہ میں کتب حدیث اور ائمہ حدیث وفقہ کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ در حقیقت ابن ہمام وغیرہ کے انہیں رجحانات کی ترجمانی ہے ۔ مودودی صاحب کی تقریر کو اپنے مخصوص طرز وانداز میں بیان کردیا ہے اور بس ۔

اللہ تعالی ہمارے اصحاب کے دلوں میں اس کتاب کے مطالعہ واشاعت کا شوق وجذبہ پیدا فرمائے اور دیوبندی مولوی صاحبان کے مکائد سمجھنے اور ان سے ہوشیار رہنے کو توفیق بخشے اور آپ کی اس خالص دنی خدمت کو قبول فرمائے (آمین)

عبیداللہ رحمانی مبارکپوری 33 ذولقعدہ 1376ھ (نتائج التقلید بحوالہ الفلاح بھیکم پور گونڈہ علامہ عبیداللہ رحمانی نمبر ج : 3 4 ش : 11 12، 1 2، جون تا ستمبر

(1994ء 1415ھ)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 89

محدث فتویٰ